OPEN ACCESS
Al-Muaz
ISSN (Online): 3006-0338
ISSN (Print): 3006-032X
https://almuaz.com

تصریف آیاتِ قرآنیہ: مقاصد و حکم

Reappearance of Qur'ānic verses: Objectives and Insights

Saima Ashraf
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad
Dr. Sher Ali
Chairman, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad

Abstract

This paper studies the insights and objectives behind the reappearance of Qur'ānic verses in the different places. It concludes that the Holy Quran is a miraculous word in terms of its specific and unique style, preservation and codification, comprehensiveness and containing numerous purposes and rules. In this style of reappearance of the verses in different places a new point and a new wisdom is provided. This style of explanation of the Holy Quran fascinates the reader, and those who recite it and listen to it, every time feels the strength and brightness of their faith and belief.

Keywords: Qur'ānic verses, reappearance, objectives, insights

تمہید

قرآن پاک رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس کے نزول کا مقصد اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی معرفت اور صراط مستقیم پر گامزن کرنا ہے، یہ کوئی فلسفے یا منطق کی کتاب نہیں، اسی لئے اس میں بظاہر کسی منطقی ترتیب کو بھی ملحوظ نہیں، اور اس کا مقصد اس سے علوم و فنون کا استنباط اور معلومات کا ذخیرہ حاصل کرنا بھی نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور عبرت پذیری ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا جب آیات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس میں بظاہر بہت سی آیات احکام و قصص اور تذکیرات کا تکرار پاتا ہے، علمائے اہل اسلام نے ان آیات اور احکام وغیرہ میں تکرار کی بجائے ہر ایک سے ایک نیا حکم مستنبط کیا ہے، یا پھر نزول قرآن کے مقاصد کے حصول یعنی رشد وہدایت اور عبرت پذیری کے لیے ان آیات کے بار بار ذکر کو نہایت موثر قرار دیا ہے۔ ایک ہی واقعہ کو یا اس کی مختلف جزئیات کو متفرق ذکر کرنے میں بہت سے اغر اض و

CC BY

مقاصد اور حکمتیں بیان کی ہیں، اور قرآن مجید کی آیات کے بار بار ذکر کے لئے علوم القرآن کے ماہرین نے تصریف آیات کی اصطلاح قائم کی ہے، ذیل میں تصریف کا معنی ومفہوم ذکر کیا جاتا ہے۔

تصریف کا لغوی معنی

کلمہ "تصریف" کا مادہ ص۔ر۔ف ہے۔ جس کا معنی ہے پھیرنا، اور "تصریف" اسی مادہ سے باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اور باب تفعیل کے خاصیات میں سے ایک خاصہ کثرت ومبالغہ بھی ہے اس طرح "تصریف" کا معنی ہو گا۔ بار بار پھیرنا جیسا کہ امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں تصریف کے معنی درج ذیل بیان کیے ہیں: "رد الشئی من حالة الی حالة، اوابداله بغیره التصریف کالصرف فیه التکثر ،واکثر مایقال فی صرف الشئ من حالة الی حالة،ومن امر الی امر"[1] کسی چیز کو اس کی ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیر دینا، یا اسے کسی اور شے سے بدل دینا، تصریف کے معنی بھی وہی ہیں جو 'صرف' کے ہیں۔ البتہ تصریف میں 'صرف' سے نسبت کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس میں کسی چیز یا کام کا بہت زیادہ ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیر نامراد ہے۔ اسی طرح مشہور امام لغت ابن منظور افریقی اپنی کتاب لسان العرب میں تحریر کرتے ہیں: "الصرف:رد الشیء عن وجهه تصریف الریاح :صرفها من جهة الی جهة وصرفنا الایات : ای بیناها"[2] صرف کا معنی کسی چیز کو اس کی جہت سے پھیرنا ہے، اور تصریف الزیاح سے مراد انہیں ایک جہت سے دوسری جہت کی طرف پھیرنا ہے، اور صَرَّفنا الآیات کا معنی ہے، ہم نے انہیں خوب وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ مشہور عربی لغت تاج العروس میں تصریف کی لغوی تعریف یہ کی گئی ہے۔ "تصریف الآیات: تبیینها والتصریف فی الریا ح صرفها من جهة الی جهة"[3] تصریف آیات کا معنی ہے آیات کو بیان کرنا، اور تصریف ریاح سے مراد ہواؤں کو ایک جہت سے دوسری جہت کی طرف پھیرنا ہے۔ تصریف کی اس لغوی بحث سے معلوم ہوا کہ کلمہ "تصریف" صرف سے مشتق ہے، اور صرف کا معنی پھیرنا ہے، کلمہ "تصریف" باب تفعیل کا مصدر ہے، اور کثرت ومبالغہ اس کے خاصیات میں سے ایک خاصہ ہے، لہذا تصریف کا معنی ہو گا، بار بار پھیرنا، اور تصریف آیات سے مراد ہے، آیات بار ذکر کرنا اور انہیں وضاحت سے بیان کرنا۔

تصریف کا اصطلاحی معنی

تصریف آیات علوم القرآن میں ایک اصطلاح کے طور پر مستعمل ہے، اور یہ کلمہ قرآن مجید میں مختلف صیغہ جات کے ساتھ وارد ہے، اور یہ تنویع، تکرار وغیرہ کلمات کا مترادف سمجھا جاتا ہے، اور اس کی اصطلاح میں مفسرین نے مختلف کلمات اور اسالیب میں بیان کیا ہے۔ ابو حفص سراج الدین عمر نے اللباب فی علوم الکتاب میں تصریف کی یہ تعریف نقل کی ہے: "التصریف کنایة عن التبیین:لان من حاول بیان شئ ،فانه یصرف کلامه من نوع الی نوع آخر ،ومن مثال الی مثال آخر: لیکمل الایضاح ،ویقوی البیان"[4] تصریف دراصل کنایہ ہے تبیین سے، کیونکہ جب کوئی شخص کسی چیز کو بدل کر بیان کرتا ہے اور اس کو ایک قسم سے دوسری قسم میں پھیرتا ہے۔ مختلف مثالیں دیتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وضاحت ہو اور بیان پختہ ہو" اس تعریف کو جامع قرار دیا جاسکتا ہے۔ ابو حفص عمر نے تصریف کے مرادی معنی بیان کرتے ہوئے تصریف کے کئی دوسرے پہلوؤں کی تفصیل بھی کر دی ہے اور اسے تبیین سے کنایہ قرار دیا ہے۔ اردو زبان میں لکھی گئی تفسیر میں بھی تصریف کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی تفسیر "تدبر قرآن" میں صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں: "تصریف کے معنی گردش دینے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد کسی حقیقت کو مختلف اسلوبوں اور گوناگوں طریقوں سے پیش کرنا ہے۔ مثلاً توحید ہی کا مضمون قرآن میں اتنے مختلف اسلوبوں اور

طریقوں سے بیان ہوا کہ غبی آدمی بھی، اگر ہٹ دھرم نہ ہو تو، اس کو ذہن نشین کر سکتا ہے۔"[5] محمد طاہر بن عاشور نے کتاب التحریر والتنویر میں اس بارے میں لکھا ہے:

" وتصريف الآيات :اختلاف انواعها بان تاتى مرة بحجج من مشاهدات السموات والارض ،اخرى بحجج من دلائل فى نفوس الناس، مرة بحجج من احوال الامم الخالية التى انشاها الله"[6]

"اور تصریف آیات کا مطلب ہے کسی مضمون کو الگ الگ آیتوں میں مختلف انداز اور اقسام سے بیان کرنا۔ کہیں آفاق کے مشاہدات سے استدلال کرنا، کہیں نفس انسانی کے حوالے سے دلائل دینا اور کبھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی گزشتہ اقوام کے حالات وواقعات سے دلائل مہیا کرنا"

مندرجہ بالا تصریف کی اصطلاحی تعریفات سے معلوم ہوا کہ تصریف آیات کا مطلب یہ ہے کہ ایک عقیدے، حکم ،واقعہ یا نصیحت کو مختلف اسالیب سے بیان کرنا، تاکہ اس کی تاثیر وتاکید قاری کے قلب و ذہن پر غالب آجائے، اور وہ عبرت حاصل کرے اور عقیدہ وعمل کی اصلاح کرے۔

عقائد سے متعلق آیات تصریف

انسانی زندگی کی اصلاح میں عقیدے کو اساسی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے، اگر اس بنیاد واساس میں ضعف یا کجی پیدا ہو جائے تو دین کی بلند وبالا عمارت کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے عقائد کی تصحیح اخروی فوز وفلاح کے لئے اولین شرط ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جتنے بھی انبیاء کرام اور رسل عظام علیھم السلام انسانی رشد وہدایت کے لئے تشریف لائے، تمام نے سب سے پہلے درس توحید، نبوت ورسالت اور آخرت پر ایمان کا درس دیا، خود نبی کریم حضرت خاتم النبیین ﷺ نے بھی مکہ معظمہ میں تیرا سال کا طویل عرصہ صرف اصلاح عقائد کی جدوجہد میں صرف کیا، عقیدہ توحید کی تعلیم وتفہیم کے لئے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے بے شمار قربانیاں دیں اور تکالیف برداشت کیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں عقائد ان کی صلاح سے متعلق تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں، اور انسان کو بار بار توحید ورسالت اور آخرت پر ایمان کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اپنے ارشادات عالیہ میں ان عقائد کی تعلیم دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"[7]"رسول اللہ ﷺ اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کے پاس سے اتارا گیا، اور اہل ایمان بھی تمام اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھتے۔" اس آیت کریمہ میں ایمانیات یعنی عقائد کا اجمالی تذکرہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، ان عقائد کے ساتھ ایک اور اہم عقیدہ جو ادیان سماویہ میں لازم رہا ہے اور اس کا انسانی زندگی کی اصلاح میں اہم کردار ہے یعنی آخرت پر یقین رکھنا بھی ضروری ہے اگرچہ اس آیت میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات عقیدہ آخرت سے متعلق ہیں۔ جن میں روز قیامت کے مناظر اور اس کی علامات بیان کی گئی ہیں اور اکثر مقامات پر توحید ورسالت کے ساتھ ساتھ متصل یوم آخرت پر ایمان کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ"[8]"وہ لوگ جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں نیک اعمال میں جلدی کرتے ہیں۔"

توحید باری تعالیٰ سے متعلق آیات

اسلامی عقائد میں سے سب سے بنیادی عقیدہ توحید ہے، عقیدہ توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، وہی مستحق عبادت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه"[9] آپ یقین رکھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے منع کیا گیا ہے۔ ایک مقام میں ہے:"وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ "[10] اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہ پکارو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی ذات کے سوا سب ہلاک ہونے والا ہے اس کا حکم ہی حقیقی حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"ایک اور آیت میں ہے:"فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ"[11] تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ ورنہ تم کو عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے جہاں اور بہت سے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے ہیں مثلاً جاہلوں سے کنارہ کشی عبادت کے لئے شب بیداری ناحق قتل سے اجتناب اسراف سے احتراز اور زنا سے دوری وغیرہ وہاں ان کا یہ وصف بھی بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ "[12] اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، اور نہ ہی کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں"مثال کے طور پر مذکورہ بالا چار آیات میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے اور شرک کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے لیکن ان تمام آیات کا مفہوم ایک ہونے کے باوجود اسلوب بیاں سب کا مختلف ہے۔ اور ہر ایک کا ایک نیا مقصد بیان کیا گیا ہے مثلاً پہلی آیت میں توحید معبود پر ایمان لانے اور اس پر یقین رکھنے اور قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ دوسری آیت میں توحید کے ساتھ ساتھ ہر چیز کے فنا ہونے اور صرف اسی ذات کے باقی رہنے کا بھی بیان ہے کہ وہ ذات پاک ازلی اور ابدی ہے تیسری آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اگر وہ توحید باری تعالیٰ پر ایمان نہ لایا، یا ایمان تو لایا لیکن اس پر قائم نہ رہا، تو وہ دار آخرت میں معذبین میں سے ہو گا۔ چوتھی آیت میں بندہ مومن کی حوصلہ افزائی کی گئی، اور وہ اس طرح کہ توحید کا عقیدہ رکھنے والا اور اس پر قائم رہنے والا نہ صرف عذاب الٰہی سے مامون ہو گا، بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جائے گا۔ ان آیات کا قاری بظاہر یہ تصور کرتا ہے کہ ان آیات میں توحید باری تعالیٰ کا بیان مکرر ہے، حالانکہ محض تکرار نہیں، بلکہ ہر آیت توحید کے بیان، ایک نئے اسلوب اور جدید فائدہ کو متضمن ہے۔ اسی طرح سورۃ اخلاص جسے سورہ توحید بھی کہا جاتا ہے، میں اللہ تعالیٰ کی توحید سے متعلق عقیدہ خوب خوب صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تصریف آیات اور عقائد کا رسوخ

بندہ مومن کا مقام و مرتبہ اور تقوی کا معیار اتنا ہی زیادہ بلند ہو گا، جتنا وہ راسخ العقیدہ ہو گا، اور عقیدہ ایک بار یا دو بار کہنے سے راسخ نہیں ہوتا، بلکہ بار بار اس کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ ایمان کی پختگی کے علاوہ عمل بھی تب ہی ممکن اور آسان ہوتا ہے جب ایمان قوی اور مضبوط ہو۔ ایمان کی پختگی اور قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ سال ذہن سازی اور ایمان کی تلقین و تاکید میں بسر کئے، اس طرح اذہان میں ایمان کی محبت پیدا فرمانے کے بعد جب احکام شرعیہ کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان احکام پر عمل میں کوئی دقت و دشواری پیش نہ آئی، نیز قرآن مجید میں بہت سی آیات میں ایمان کو عمل پر مقدم بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَ الْعَصْرِۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"[13] قسم ہے زمانے کی، بے شک انسان خسارے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق اور

صبر کی وصیت کرتے رہے۔" قرآن مجید میں بہت سی آیات میں متعدد بار ایک ہی حکم کو مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا ہے تاکہ اہل ایمان کو ان کے ایمان کی یاد دہانی کروائی جائے اور وہ اپنی عملی زندگی کو اپنے عقائد و ایمانیات کے تقاضوں کے مطابق گزاریں قرآن مجید کے علاوہ اسلامی شعائر بھی دن میں کئی بار اسی یاد دہانی پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً دن میں پانچ وقت اذان اور نماز میں کلمہ شہادت، اللہ تعالیٰ کی کبریائی، تسبیح وتحمید اور سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات رحمٰن ورحیم اور پھر طلب ہدایت اور اس پر استقامت کی دعا ایک بندہ مومن کے ایمان پر استقامت کے باوثوق ذرائع ہیں۔

عقیدہ نبوت ورسالت اور اتحاد انسانیت

عقیدہ توحید کے بعد سب سے اہم عقیدہ انبیاء کرام اور رسل عظام علی نبیناو علیھم الصلوٰۃوالسلام کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا پیغام انہی مقدس ذوات کے وسیلہ سے انسان تک پہنچتا ہے، اور اس پیغام میں ہدایت سے استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ پہلے اس کے پیغمبر پر ایمان لائیں، قرآن مجید کی متعدد آیات میں مختلف انبیاء کرام علیھم السلام کی آمد اور ان کی دعوت وتبلیغ کا تذکرہ ہے، اور ان سب کی دعوت میں عقیدہ توحید وآخرت کے ساتھ انبیآء کرام اور رسل عظام علیھم السلام کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کا حکم بھی مکرر وارد ہوا ہے۔

فوزوفلاح دارین کے اسباب کی طرف توجہ

ایمان وعمل کی تاکید اور بار بار ذکر سے ایک اہم مقصد ان اسباب کی طرف توجہ مبذول کرنا ہے، جن سے دین ودنیا کی بہتری اور دارین کی فلاح میسر آتی ہے اور توجہ ایک بار سننے یا پڑھنے سے کافی نہیں ہوتی بلکہ جب ایک ہی بات مختلف اسالیب سے اور وقفے وقفے سے بار بار بیان کی جائے تو وہ بات نہ صرف یہ کہ ذہن میں راسخ ہو جاتی ہے، بلکہ بہت گہرے اثرات مرتب کرتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو فوز وفلاح کی راہ پر گامزن کرنے اور اس کی بھلائی کے لئے قرآن مجید میں بار بار ایمان وعمل کا حکم دیا اور اس کے لئے مختلف الفاظ اور نئے نئے اسالیب اختیار فرمائے، ذیل میں چند آیات ایمان وعمل سے متعلق ذکر کی جاتی ہے قرآن مجید میں ہے:"وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ"[14]"اور ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو ایسے باغات کی خوشخبری سناؤ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں" ایک اور آیت مبارکہ میں ہے:"وعد الله الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَات لَهُمْ مغفرة وأجر عظيم"[15]" اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا۔ کہ ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔" ایک اور آیت میں ہے:"وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ"[16]" اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، ہم ضرور ان کے گناہ مٹا دیں گے" مذکورہ بالا آیات میں سے پہلی آیت میں مومنین صالحین کو ایسے باغات کی خوشخبری سنائی گئی ہے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور پھر ان باغات سے بطور روزی مختلف انواع واقسام سے پھلوں کے دیئے جانے کی خوشخبری ہے، دوسری آیت میں اُن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا، جبکہ تیسری آیت میں ان کی لغزشوں اور خطاؤں کی معافی کا اعلان ہے، ایسا بھی ممکن تھا کہ ان سب کو ایک ہی مقام پر ذکر کر دیا جاتا، لیکن ایسا نہیں کیا گیا، تاکہ وقفہ وقفہ سے ان آیات کی تلاوت ہو اور ہر بار ایمان کے استحکام اور اعمال صالحہ کا شوق وجذبہ کو جِلا حاصل ہو۔

احکام سے متعلق تصریف آیات

اللہ تعالیٰ نے جس طرح عقائد سے متعلق آیات کو متفرق طور پر کئی ایک مقامات پر ذکر فرمایا ہے اسی طرح احکام سے متعلق آیات کو بھی مختلف پیرائے میں ذکر فرمایا ہے، بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی حکم کو بار بار بیان کیا جا رہا ہے، لیکن اگر ان آیات کے اسالیب اور مندرجات کو دقت نظری سے دیکھا جائے اور ان میں خوب غور وفکر کیا جائے تو واضح ہوگا، کہ ہر بیان

میں ایک جدید نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں قبلہ سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے"وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ"[17] اور تم جہاں سے بھی نکلو، اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔ اور تم جہاں کہیں ہو، اپنے چہرے اسی کی طرف رکھو۔" اس آیت کے تحت مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں ۔" اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کا حکم ان آیتوں میں تین مرتبہ دہرایا ہے۔ اس سے ایک تو حکم کی اہمیت اور تاکید جتلانی مقصود ہے۔ دوسرا یہ بھی بتانا ہے کہ قبلہ کا رخ کرنا صرف اسی حالت میں نہیں جب کوئی بیت اللہ کے سامنے موجود ہو، بلکہ مکہ مکرمہ سے باہر نکلا ہو، تب بھی یہی حکم ہے، اور کہیں دور چلا جائے تب بھی یہ فریضہ ختم نہیں ہوتا۔ البتہ یہاں اللہ تعالیٰ نے "سمت" کا لفظ استعمال فرما کر اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ کعبہ کا رخ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ انسان کعبے کی سو فیصد سیدھ میں ہو، بلکہ اگر سمت وہی ہے تو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم پورا ہو جائے گا"[18] مذکورہ آیت کریمہ میں قبلہ کی طرف رخ کرنے کا ذکر تین بار آیا ہے، اور ہر بار ایک نیا حکم شرعی بیان کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے اگر کوئی نمازی مسجد حرام میں نماز پڑھے تو اس کے لیے عین قبلہ کی طرف رخ کرنا شرط ہے، اور اگر کوئی کعبہ سے دور ہو تو عین قبلہ ضروری نہیں بلکہ جہت اور سمت قبلہ ہی کافی ہے۔ اور اگر کوئی سواری پر دوران سفر نفل پڑھے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرف سواری چل رہی ہو اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک میں نماز و زکوٰۃ کا حکم بارہا ہوا ہے، لیکن ہر بار سیاق و سباق اور اسلوب بیان مختلف ہے مثلاً ایک مقام پر ہے:"وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ"[19] اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" اور دوسری آیت میں ارشاد ہے۔:"وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ"[20] اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو، اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے، اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں پاؤ گے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔" پہلی آیت میں نماز و زکوۃ کا حکم دینے کے بعد یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم دوسروں کے لئے واعظ بنو اور انہیں احکام پر عمل کی تلقین کرو اور خود بے عمل ہی رہو، بلکہ تم پر لازم ہے کہ خود بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی حکم دو، اس کے ساتھ ہی احکام پر عمل کے دوران جو مشکلات پیش آتی ہیں ان پر صبر اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔:"وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ"[21] اور صبر و نماز سے مدد طلب کرو، اور بے شک یہ (نماز) بہت گراں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں پر۔" اور دوسری آیت میں نماز و زکوٰۃ کا حکم دینے کے بعد ترغیباً اخروی اجر و ثواب کو ذکر فرمایا، اور وہ یہ کہ تم جو نیکی بھی کرو گے خواہ وہ بدنی عبادت ہو یا مالی عبادت ہو، یا بدنی اور مالی دونوں کا مجموعہ، نیز یہ کہ وہ عبادات سے متعلق ہو یا اخلاق و کردار سے متعلق ہوں ہو تم اپنی ہر نیکی کے اجر کو اللہ تعالیٰ کے پاس پاؤ گے۔ قرآن پاک کی تلاوت سے اگرچہ قاری یہ محسوس کرے گا کہ جب ایک بار حکم آ گیا کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو تو پھر اس کے بار بار ذکر کا کیا فائدہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے؟ ان آیات کی مثل دیگر ہر وہ آیت جس میں نماز و زکوٰۃ کا حکم ہے، ہر مقام پر ایک نیا اسلوب، جدید فوائد و ثمرات، تاکیدات و تلقینات اور مقاصد و حکمتیں نظر آئیں گی، یہی وجہ ہے کہ دیگر کتب میں مذکورہ مباحث کو ایک بار پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھنا گراں گزرتا ہے جبکہ قرآن مجید میں ایک مسئلہ کو متعدد بار پڑھا جائے تو ہر بار پڑھنے سے تلاوت کی ترغیب اور ذوق و شوق میں اضافہ ہی ہوتا ہے اور قرآن مجید کی وجوہ اعجاز میں سے یہ بھی ایک وجہ ہے۔

قصص و امثال سے متعلق تصریف آیات

قرآن مجید میں سابقہ انبیاء کرام اور ان کی اقوام کے متعدد واقعات مختلف آیات و سور میں نئے نئے اسالیب سے بیان کیے گئے ہیں، لیکن ان واقعات کے بیان کا مقصد معلومات میں اضافہ یا علمی آگاہی نہیں، بلکہ ان کو بار بار بیان کرکے قرآن پاک نے عبرت پذیری کا حکم دیا ہے، تاکہ ایک مسلم ان کی تعلیم سے اپنی زندگی کی درستی کا سامان کرے اور اپنی دنیا و عاقبت کی اصلاح کر لے، جیسا کہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ ان قصص و واقعات میں عبرت و نصیحت ہے، قرآن مجید میں ہے:"لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ"[22]"ان (انبیاء کرام) کے واقعات میں اہل عقل کے لیے بڑا سامان عبرت ہے۔"انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق واقعات قرآن پاک میں بار بار اور ایک سے زیادہ مقامات پر ذکر کرنے کا مقصد صرف تذکیر اور یاد دہانی بھی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے فوائد و مقاصد اور حکمتیں ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

انسانی طاقت سے ماوراء فصاحت وبلاغت کا اظہار

قرآن پاک میں انبیاء کرام اور رسل عظام علیٰ نبینا و علیہم السلام کے واقعات کے بار بار بیان کرنے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر آشکار ہو کہ قرآن پاک کا یہ اسلوب اور فصاحت و بلاغت کا معیار انسانی طاقت سے باہر ہے، ہر مقام پر ان واقعات کے بیان کا اسلوب مختلف ہوتا ہے، اسی طرح الفاظ کا انتخاب اور سیاق و سباق جدا جدا ہیں، اور ان واقعات میں سے ہر مقام پر صرف وہی حصہ بیان کیا گیا ہے جس کی وہاں پر ضرورت تھی باقی اجزاء کی طرف فقط اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر صرف نظر کر دیا گیا ہے، اس طرح ہر واقعہ ایک نئے اسلوب نئی فکر اور دیگر بہت سے فوائد و حکم کی بناپر وہ معجز کلام بن جاتا ہے کہ اس کا مقابلہ بشری طاقت سے ماوراء ہے، اور قرآن مجید کا اعجاز بھی رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی ایک بین دلیل ہے۔

قصص میں نظم قرآن کا فائدہ

قرآن پاک میں ایک نبی کے واقعے کو ایک ہی جگہ پر مکمل تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا، بلکہ مختلف مقامات پر اس سے متعلق واقعات کی جزئیات منتشر ہیں، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ایک مقام پر جب ایک جزء کا مطالعہ کرتا ہے اور پھر جب دوسرے مقام پر دوسرے جزء کا مطالعہ کرتا ہے تو درمیان میں فاصلہ اور ایک مدت گزر جانے کی وجہ سے ایک دفعہ پھر پہلا حصے کی یاد تازہ ہو جاتی ہے حتی کہ ایسا متعدد بار ہونے کی وجہ سے وہ واقعہ ذہن میں راسخ ہو جاتا ہے، اس طرح مکمل قرآن پاک میں ایک نظم پایا جاتا ہے کہ مکمل قرآن مجید کے مطالعہ سے ہی علم مکمل ہوتا ہے ورنہ بعض آیات کی تلاوت سے اس کا اتنا حصہ ہی معلوم ہو گا، جتنا حصہ اس نے تلاوت کیا ہے۔سید قطب شہید لکھتے ہیں:"لقد كان اول اثر لهذا الخضوع ان ترد القصة الواحدة فى معظم الحالات مكررة فى مواضع شتى، ولكن هذا التكرار لايتناول القصة كلها غالباً ،انما هو تكرار لبعض حلقا تها،ومعظمه اشارات سريعة لموضع العبرة فيها،اما جسم القصة كلمه فلايكرر الانادراً۔وحين يقرء الانسان هذه الحقات المكررة ملاحظا السياق الذى وردت فيه يجدها مناسبة لهذا السياق تما ماً،فى اختيار الحلقة التى تعرض هنا او تعرض هناك ،وفى طريقة عرضهاكذلك ،يجب ان نذكر دائما ان القرآن كتاب دعوة دينية،وان التناسق بين حلقة القصة التى تعرض والسياق الذى تعرض فيه و الغرض المقدم ،وهذا يتو افردائما،ولا يخل بالسمة الفنية اطلاقا"[23]"یہ بات قابل غور ہے کہ پورے واقعہ کو نہیں بلکہ اس کی بعض کڑیوں کو مکرر لایا جاتا ہے، خصوصاً ان کڑیوں کو جن میں عبرت و موعظت پر مشتمل مواد مذکور ہوتا ہے، جہاں تک پورے واقعہ کو دوہرانے کا تعلق ہے تو ایسا قرآن میں شاذونادر ہی ہوا ہے، اور بھی خاص وجہ و اسباب اور سیاق و سباق کی مناسبات کی بناء پر، چنانچہ جب قاری واقعہ کی مکرر لائی گئی کڑیوں کا مطالعہ کرتا ہے، اور ساتھ اس کے سیاق و سباق پر نگاہ ڈالتا ہے تو ان کو مکمل طور پر اس واقعہ سے ہم آہنگ پاتا ہے، وہ محسوس کرتا ہے کہ جس کڑی کو جہاں

کہیں بھی لایا گیا ہے، اور اس میں جو اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے، وہ بلکل درست ہے، اس بات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ بنیادی طور پر قرآن کتاب دعوت ہے، اس لئے واقعہ کی جو کڑی ذکر کی گئی، ان دونوں میں کامل یک رنگی اور ہم آہنگی کا ہونا قرآن کا اولین مقصد ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے، مگر واقعہ کا خفی پہلو اس سے متاثر نہیں ہوتا۔"

خلاصۂ بحث

خلاصۂ بحث یہ کہ قرآن مجید اپنے مخصوص اور بے مثال اسلوب، حفاظت و تدوین، جامعیت اور بے شمار مقاصد و حکم پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے معجز کلام ہے، اس کا کمال یہ ہے کہ ایک کلمہ اگر متعدد بار وارد ہوا تو ہر بار ایک نیا اسلوب اور جدید نکتہ اور ایک نئی حکمت یا حکم کا بیان ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک کا یہ اسلوب بیان قاری کو مسحور کر دیتا ہے، اور تلاوت و سماعت کرنے والے ہر بار اس کی تلاوت و سماعت سے اپنے ایمان و ایقان میں شفتگی قوت اور جلا محسوس کرتے ہیں۔

References

[1]Hussain Ibn Muhammad Aṣfahanī al-Rāgib, *Al-Mufaradāt Fī Gareeb al-Qur'an* (Beirūt: Dār al-Qalam, 1412), 482.

[2]Muhammad bin Mukarram Ibn Manzūr Afrīqī, *Lisān al-'Arab* (Beirūt: Dar-e-Ṣādir, 1414), Rootص-ر-ف, 9:189.

[3]Muhammad Murtaza Zubedī, *Tāj al-'Urūs Min Jawāhir al-Qāmūs* (Miṣr: Dār al-Hidayah), 24:20.

[4]Abu Hafaṣ Sirāj al-Dīin 'Umar No'mān, *Al-Lubāb Fī 'Ulūm al-Kitāb* (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1419), 12:293.

[5]Maowlānā Ameen Ahsan Iṣlāhī, *Tadabbur-e-Qur'an* (Lahore: Fārān Foundation, 2009), 4:507.

[6]Muhammad Tāhir Ibn 'Āshūr, *Al-Tehrīr wa al-Tanvīr* (Taownis: Al-Dār al-Taownsiyyah al-Nashr,1984), 7:335.

[7]Al-Baqarah 2:144.

[8]Taqī 'Usmānī, *Āsān Tarjama-e-Qur'an* (Karachi: Ma'ārif al-Qur'an, 1422), 84.

[9]Al-Baqarah 2:43.

[10]Al-Qaṣaṣ 28:88.

[11]Al-Baqarah 2:46.

[12]Al-Baqarah 2:285.

[13]Al-Imran 3:114.

[14]Al-Muhammad 47:19.

[15]Al-Mā'idah 5:9.

[16]Al-Shu'ara' 26: 213.

[17]Al-Furqān 25:68.

[18]Al-'Asr 103:1-3.

[19]Al-Baqarah 2:25.

[20]Al-Mā'idah 5:10.

[21]Al-'Ankabūt 29: 7

[22]Al-Yousuf 12:111.

[23]Sayed Qutub Shaheed, *Al-Tasvīr al-Ghanī Fī al-Qur'an* (Qāhirah: Dār al-Shurūq, 1425), 155-156.